ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۂ آل عمران (مسلسل)

آیات ۷۷ تا ۷۸

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ
مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾

ل و ی

لَوٰی (ض) لَيًّا : بنیادی مفہوم ہے رسّی بٹنا' پھر زیادہ تر دو معانی میں آتا ہے: (۱) کسی چیز کو مروڑنا۔ (۲) کسی چیز کو گھمانا۔ ﴿وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا﴾ (النساء:۱۳۵) ''اور اگر تم لوگ مروڑتے ہو (بات کو) یا اعراض کرتے ہو۔'' ﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ﴾ (آل عمران:۱۵۳) ''جب تم لوگ بھاگے جاتے تھے اور نہیں گھماتے تھے (گردن کو) کسی ایک پر۔''

لَوّٰی (تفعیل) تَلْوِيَةً : بار بار مروڑنا' بار بار گھمانا۔ ﴿لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ﴾ (المنفقون:۵) ''تو وہ لوگ مٹکاتے ہیں اپنے سروں کو۔''

ل س ن

لَسِنَ (س) لَسَنًا : قوتِ گویائی والا ہونا۔

لِسَانٌ ج اَلْسِنَةٌ: اسم ذات ہے اور دو معانی میں آتا ہے: زبان بمعنی بولی۔ (۲) زبان بمعنی عضوِ گویائی۔ ﴿لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴿۱۹۵﴾﴾ (الشُّعراء) ''تاکہ آپؐ ہو جائیں خبردار کرنے والوں میں سے۔ واضح عربی زبان میں۔'' ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ (القيٰمة:١٦) ''آپؐ بار بار حرکت نہ دیں اس کے ساتھ اپنی زبان کو۔''

ترکیب: ''اَيْمَانِهِمْ'' میں ''اَيْمَان'' کی جر بتا رہی ہے کہ یہ ''بِ'' پر عطف ہے۔ ''اَلَّذِيْنَ'' کا موصول ''اُولٰٓئِكَ'' ہے۔ ''يَوْمَ'' ظرف ہے۔ ''فَرِيْقًا'' نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''يَلْوٗنَ'' دراصل باب ضَرَبَ سے فعل مضارع ''يَلْوِيُوْنَ'' تھا جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر ''يَلْوُوْنَ'' ہوا۔ جسے ''يَلْوٗنَ'' لکھا گیا ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ : بےشک جو لوگ	يَشْتَرُوْنَ : خریدتے ہیں
بِعَهْدِ اللّٰهِ : اللہ کے عہد کے بدلے	وَاَيْمَانِهِمْ : اور اپنی قسموں کے بدلے
ثَمَنًا قَلِيْلًا : تھوڑی قیمت کو	اُولٰٓئِكَ : یہ وہ لوگ ہیں
لَا خَلَاقَ : بھلائی میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں ہے	لَهُمْ : جن کے لیے
فِي الْاٰخِرَةِ : آخرت میں	وَلَا يُكَلِّمُهُمُ : اور کلام نہیں کرے گا ان سے
اللّٰهُ : اللہ	وَلَا يَنْظُرُ : اور نہ ہی وہ دیکھے گا
اِلَيْهِمْ : ان کی طرف	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : قیامت کے دن
وَلَا يُزَكِّيْهِمْ : اور نہ ہی وہ پاک کرے گا ان کو	وَلَهُمْ : اور ان کے لیے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ : ایک دردناک عذاب ہے	وَاِنَّ : اور بےشک
مِنْهُمْ : ان میں	لَفَرِيْقًا : لازماً ایک ایسا فریق ہے
يَّلْوٗنَ : جو مروڑتا ہے	اَلْسِنَتَهُمْ : اپنی زبانوں کو
بِالْكِتٰبِ : کتاب میں	لِتَحْسَبُوْهُ : تاکہ تم لوگ گمان کرو اس کو
مِنَ الْكِتٰبِ : کتاب میں سے	وَمَا هُوَ : حالانکہ وہ نہیں ہے
مِنَ الْكِتٰبِ : کتاب سے	وَيَقُوْلُوْنَ : اور وہ لوگ کہتے ہیں
هُوَ : وہ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے ہے
وَمَا هُوَ : حالانکہ وہ نہیں ہے	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے

وَيَقُوْلُوْنَ: اور وہ لوگ کہتے ہیں	عَلَى اللّٰهِ: اللہ پر
الْكَذِبَ: جھوٹ	وَ: اس حال میں کہ
هُمْ: وہ لوگ	يَعْلَمُوْنَ: جانتے ہیں

نوٹ: کسی سے بات نہ کرنا اور اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا دراصل غصے اور ناراضگی کی انتہائی اور آخری شکل ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آخرت میں ایک طرف تو کچھ وہ نصیبے والے ہوں گے جو کسی حساب کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے‘ وہیں کچھ ایسے بدنصیب بھی ہوں گے جو کسی حساب کتاب کے بغیر جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

آیات زیر مطالعہ میں یہ بات یہود و نصاریٰ کے حوالے سے کہی گئی ہے جو تورات اور انجیل کو دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور اس غرض سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ہم لوگوں کا ذہن مطمئن رہتا ہے کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ایک بہت مہلک غلط فہمی ہے‘ اسے دور کرنا ضروری ہے۔

اصولی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نہ تو تاریخ کی کتاب ہے اور نہ ہی تاریخ کا علم دینا اس کا مقصد ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کا ذکر ہماری ہدایت اور راہنمائی کی غرض سے کیا گیا ہے۔ اس لیے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اپنے گریبان میں جھانک کر ایک مرتبہ ہم اپنا جائزہ ضرور لیں‘ ورنہ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ یاد رکھیں کہ اس وقت بھی اگر آپ اس شیطانی چکر میں پڑ گئے کہ فلاں مولانا تو یہ کرتے ہیں اور فلاں عالم نے یہ کیا ہے‘ تو پھر آپ خود ہدایت سے محروم رہ جائیں گے۔ اس لیے پہلے اپنا گریبان اور اپنی فکر‘ بعد میں دوسروں کی فکر۔

یہ اصول اگر سمجھ میں آ گیا ہے تو آیاتِ زیر مطالعہ کے حوالے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کے کچھ لوگوں نے تورات اور انجیل کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہی سلوک اگر ہم نے قرآن مجید کے ساتھ کیا تو ہمارا بھی وہی حشر ہو گا جو ایسے یہود و نصاریٰ کا ہونا ہے اور جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا منطقی دلیل کے علاوہ اس بات کی بہت واضح سند قرآن مجید میں موجود ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۷۲ میں خطاب کا آغاز يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے ہوا ہے۔ یعنی یہ خطاب براہِ راست ہم لوگوں سے ہے اور اسی تسلسل میں آیت ۱۷۴ میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ یقیناً جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اتارا ہے‘ ان سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اب کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لیے ہر شخص کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ قرآن مجید کے کتنے حقوق ادا کر رہا ہے۔ اس میں کوتاہی کے نتیجے پر ایک حدیث سے بھی روشنی پڑتی ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۷۹ کی تفسیر میں ابن کثیر نے ایک بہت طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ آخری مرتبہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے کچھ امتیوں کو دوزخ سے نکال کر لائیں گے تو فرمائیں گے کہ یا اللہ! اب تو وہاں پر وہ لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے خلاف قرآن کی حجت قائم ہو گئی وہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا۔

اب اپنے اوپر یہ لازم کر لیں کہ آپ معلوم کریں کہ قرآن مجید کے آپ پر کیا حقوق ہیں اور پھر اپنے مقدور بھر اس کی ادائیگی کی کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن آپ یہ معذرت پیش کر سکیں کہ یا اللہ میں نے اپنے مقدور بھر کوشش کی تھی اور کوشش کے بعد تیری اس رحمت کا آسرا کیا تھا کہ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

آیات ۷۹ تا ۸۰

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝٧٩ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝٨٠﴾

درس

دَرَسَ (ن) دُرُوْسًا : کسی مٹنے والی چیز کا نشان باقی رہ جانا۔

دِرَاسَةً : کسی کتاب کا علم محفوظ کرنا' توجہ سے پڑھنا' سبق لینا' آیات زیر مطالعہ۔ ﴿وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ﴾ (الانعام:١٥٦) ''اور بے شک ہم لوگ تھے ان سے سبق لینے سے غفلت برتنے والے۔''

ترکیب: ''مَا كَانَ'' کی خبر محذوف ہے جو ''جَائِزًا'' یا ''مُنَاسِبًا'' ہو سکتی ہے۔ ''يَقُوْلَ'' کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ ''اَنْ'' پر عطف ہے۔ ''وَلٰكِنْ'' کے بعد ''يَقُوْلُ'' محذوف ہے۔ ''بِمَا'' کا ''بَا'' سببیہ ہے۔ ''وَلَا'' کے بعد ''جَائِزٌ اَنْ'' محذوف ہے۔

ترجمہ:

وَمَا كَانَ : اور (جائز) نہیں ہے	لِبَشَرٍ : کسی بشر کے لیے
اَنْ : کہ	يُّؤْتِيَهُ : اس کو دے
اللّٰهُ : اللہ	الْكِتٰبَ : کتاب
وَالْحُكْمَ : اور حکمت	وَالنُّبُوَّةَ : اور نبوت
ثُمَّ : پھر	يَقُوْلَ : (یہ کہ) وہ کہے
لِلنَّاسِ : لوگوں سے	كُوْنُوْا : تم لوگ ہو جاؤ
عِبَادًا : بندے	لِّيْ : میرے لیے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ : اللہ کے علاوہ	وَلٰكِنْ : اور لیکن (یعنی بلکہ وہ کہے)

كُوْنُوْا : تم لوگ ہو جاؤ
رَبّٰنِيّٖنَ : ربّ والے
بِمَا : اس سبب سے کہ جو
كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ : تم لوگ تعلیم دیا کرتے ہو
الْكِتٰبَ : کتاب کی
وَبِمَا : اور اس سبب سے کہ جو
كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ : تم لوگ سبق لیا کرتے ہو
وَلَا : اور نہ ہی (جائز ہے کہ)
يَاْمُرَكُمْ : وہ حکم دے تم کو
اَنْ : کہ
تَتَّخِذُوا : تم لوگ بناؤ
الْمَلٰٓئِكَةَ : فرشتوں کو
وَالنَّبِيّٖنَ : اور نبیوں کو
اَرْبَابًا : (ج) ربّ، حاکم
اَيَاْمُرُكُمْ : کیا وہ حکم دے گا تم کو
بِالْكُفْرِ : کفر کا
بَعْدَ اِذْ : اس کے بعد کہ جب
اَنْتُمْ : تم لوگ
مُّسْلِمُوْنَ : مسلمان ہو

آیات ۸۱، ۸۲

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾﴾

ترکیب: ''لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ'' کا ''مَا'' موصولہ ہے اور اس پر لام تاکید ہے۔ ''قَالَ'' کا فاعل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور ''قَالُوْا'' کا فاعل ''هُمْ'' کی ضمیر ہے جو ''النَّبِيّٖنَ'' کے لیے ہے۔ ''وَاَخَذْتُمْ'' میں حرفِ استفہام ''ءَ'' محذوف ہے اور اس کا مفعول ''اِصْرِىْ'' ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ : اور جب
اَخَذَ : لیا
اللّٰهُ : اللہ نے
مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ : نبیوں کا عہد (انبیاء سے)
لَمَآ : جو کچھ
اٰتَيْتُكُمْ : میں دوں تم لوگوں کو
مِّنْ كِتٰبٍ : کسی کتاب سے
وَّحِكْمَةٍ : اور کسی حکمت سے
ثُمَّ : پھر
جَآءَكُمْ : آئے تمہارے پاس
رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ : ایک تصدیق کرنے والا رسول
لِّمَا : اس کی جو

مَعَكُمْ :تمہارے پاس ہے | لَتُؤْمِنُنَّ :تو تم لوگ لازماً ایمان لاؤ گے
بِہٖ :اس پر | وَلَتَنْصُرُنَّہٗ : اور تم لوگ لازماً مدد کرو گے اس کی
قَالَ :(اللہ نے) کہا | ءَ :کیا
اَقْرَرْتُمْ :اقرار کیا تم لوگوں نے | وَاَخَذْتُمْ :اور (کیا) پکڑا تم لوگوں نے
عَلٰی ذٰلِکُمْ :اس پر | اِصْرِیْ :میرے عہد کو
قَالُوْآ :(انبیاء نے) کہا | اَقْرَرْنَا :ہم نے اقرار کیا
قَالَ :(اللہ نے) کہا | فَاشْھَدُوْا :پس تم لوگ گواہ ہو جاؤ
وَاَنَا :اور میں | مَعَکُمْ :تمہارے ساتھ ہوں
مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ: گواہی دینے والوں میں سے | فَمَنْ :پھر جو
تَوَلّٰی :روگردانی کرے | بَعْدَ ذٰلِکَ :اس کے بعد
فَاُولٰٓئِکَ :تو وہ لوگ | ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ :ہی نافرمانی کرنے والے ہیں

نوٹ: دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء ورُسل علیہم السلام بھیجے ہیں' ان میں سے کچھ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور کچھ کا نہیں ہے (النساء:۱۶۴۔ المؤمن:۷۸)۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایک سے زیادہ انبیاء مبعوث رہے ہیں' جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام یا حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام۔ ایک بستی والوں کا ذکر ہے جہاں بیک وقت تین انبیاء مبعوث ہوئے تھے (یٰسٓ:۱۴)۔ لیکن زیادہ تر یہ ہوتا تھا کہ ایک نبی کے جانے کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔

اس پس منظر میں یہ بات سمجھ لیں کہ جو انبیاء علیہم السلام اپنے بعد میں آنے والے نبی کا زمانہ نہیں پاتے تھے وہ اپنی قوم کو ان کی آمد کی خبر اور نشانیاں بتا کر تاکید کر جاتے تھے کہ جب وہ آئیں تو تم لوگ لازماً ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔ رسول کریم ﷺ سے پہلے تمام انبیاء ورُسلؑ کا یہ دستور رہا ہے۔ تاریخِ انبیاء میں یہ پہلا اور واحد موقع ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بار بار اور انتہائی تاکید کے ساتھ خبر دی ہے کہ اب انؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا ایک بہت واضح ثبوت ہے۔

آیات ۸۳ تا ۸۵

﴿اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ
یُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ
وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ ۠ لَا
نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۡ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ

يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴿۸۵﴾

ترکیب: ''يَبْغُوْنَ'' کا مفعول ''غَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ'' ہے اس لیے ''غَيْرَ'' منصوب ہے۔ ''طَوْعًا'' اور ''كَرْهًا'' حال ہیں۔ ''اِبْرٰهِيْمَ'' سے ''وَالْاَسْبَاطِ'' تک سب الفاظ ''عَلٰى'' پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ ''مَنْ'' شرطیہ ہے اس لیے ''يَبْتَغِ'' مجزوم ہوا ہے۔ اس کا مفعول ''غَيْرَ الْاِسْلَامِ'' ہے اور ''دِيْنًا'' تمیز ہے۔

ترجمہ:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ : تو کیا اللہ کے دین کے علاوہ	يَبْغُوْنَ : وہ لوگ چاہتے ہیں
وَ : حالانکہ	لَهٗ : اس کا ہی
اَسْلَمَ : فرماں بردار ہوا	مَنْ : وہ جو
فِي السَّمٰوٰتِ : آسمانوں میں ہے	وَالْاَرْضِ : اور زمین میں ہے
طَوْعًا : فرماں برداری کرتے ہوئے	وَّكَرْهًا : اور ناپسند کرتے ہوئے
وَّاِلَيْهِ : اور اس کی طرف ہی	يُرْجَعُوْنَ : وہ لوگ لوٹائے جائیں گے
قُلْ : آپؐ کہیے	اٰمَنَّا : ہم ایمان لائے
بِاللّٰهِ : اللہ پر	وَمَآ : اور اس پر جو
اُنْزِلَ : اُتارا گیا	عَلَيْنَا : ہم پر
وَمَآ : اور اس پر جو	اُنْزِلَ : اُتارا گیا
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ : ابراہیمؑ پر	وَاِسْمٰعِيْلَ : اور اسمٰعیلؑ پر
وَاِسْحٰقَ : اور اسحاقؑ پر	وَيَعْقُوْبَ : اور یعقوبؑ پر
وَالْاَسْبَاطِ : اور (ان کی) نسل پر	وَمَآ : اور جو
اُوْتِيَ : دیا گیا	مُوْسٰى : موسیٰؑ کو
وَعِيْسٰى : اور عیسیٰؑ کو	وَالنَّبِيُّوْنَ : اور نبیوں کو
مِنْ رَّبِّهِمْ : ان کے رب (کی طرف) سے	لَا نُفَرِّقُ : ہم فرق نہیں کرتے
بَيْنَ اَحَدٍ : کسی ایک کے درمیان	مِّنْهُمْ : ان میں سے
وَنَحْنُ : اور ہم	لَهٗ : اس کے ہی
مُسْلِمُوْنَ : فرماں برداری کرنے والے ہیں	وَمَنْ : اور جس نے

يَّبْتَغِ :طلب کیا | غَيْرَ الْاِسْلَامِ :اسلام کے علاوہ کو
دِيْنًا :بطور دین کے | فَلَنْ يُّقْبَلَ :تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا
مِنْهُ :اس سے | وَهُوَ :اور وہ
فِي الْاٰخِرَةِ :آخرت میں | مِنَ الْخٰسِرِيْنَ : خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا

آیات ۸۶ تا ۸۹

﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۸۹﴾

ترکیب: ''اَلْبَيِّنٰتُ'' صفت ہے۔ اس کا موصوف ''اَلْاٰيٰتُ'' محذوف ہے جو کہ مؤنث غیر حقیقی ہے۔ اس لیے فعل ''جَآءَتْ'' کے بجائے ''جَآءَ'' بھی درست ہے۔ ''اَلْمَلٰۗىِٕكَةِ'' اور ''اَلنَّاسِ'' مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ ان کا مضاف ''لَعْنَةَ'' محذوف ہے اور یہ سب ''اَنَّ'' کا اسم ہیں اس لیے ''لَعْنَةَ'' منصوب ہے۔ ''اَنَّ'' کی خبر محذوف ہے اور ''عَلَيْهِمْ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''اَلنَّاسِ'' کی تاکید ہونے کی وجہ سے ''اَجْمَعِيْنَ'' منصوب ہے۔ ''فِيْهَا'' کی ضمیر ''لَعْنَةَ'' کے لیے ہے۔ ''يُنْظَرُوْنَ'' باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔

ترجمہ:

كَيْفَ : کیسے | يَهْدِي :ہدایت دے گا
اللّٰهُ :اللہ | قَوْمًا :ایسی قوم کو
كَفَرُوْا :جس نے کفر کیا | بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ :اپنے ایمان کے بعد
وَ :اس حال میں کہ | شَهِدُوْٓا :ان لوگوں نے گواہی دی
اَنَّ : کہ | الرَّسُوْلَ :یہ رسولؐ
حَقٌّ :برحق ہیں | وَّجَآءَهُمُ :اور آئیں ان کے پاس
الْبَيِّنٰتُ :واضح (نشانیاں) | وَاللّٰهُ :اور اللہ
لَا يَهْدِي :ہدایت نہیں دیتا | الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ :ظلم کرنے والی قوم کو
اُولٰۗىِٕكَ :یہ لوگ ہیں | جَزَاۗؤُھُمْ :جن کا بدلہ ہے

اَنَّ : کہ
لَعْنَةَ اللّٰهِ : اللہ کی لعنت
وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ : اور تمام لوگوں کی
فِیْهَا : اس (لعنت) میں
عَنْهُمُ : ان سے
وَلَا هُمْ : اور نہ ہی ان کو
اِلَّا الَّذِیْنَ : سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ : اس کے بعد سے
فَاِنَّ : تو یقیناً
غَفُوْرٌ : بے انتہا بخشنے والا ہے

عَلَیْهِمْ : ان پر ہے
وَالْمَلٰٓئِكَةِ : اور فرشتوں کی
خٰلِدِیْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہیں
لَا یُخَفَّفُ : ہلکا نہیں کیا جائے گا
الْعَذَابُ : عذاب
یُنْظَرُوْنَ : مہلت دی جائے گی
تَابُوْا : توبہ کی
وَاَصْلَحُوْا : اور اصلاح کی
اللّٰهَ : اللہ
رَّحِیْمٌ : ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیات ۹۰'۹۱

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الضَّآلُّوْنَ ۝٩٠ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ
الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝٩١﴾

ترکیب: ''اِزْدَادُوْا'' دراصل بابِ افتعال میں ''اِزْتَادُوْا'' تھا۔ پھر قاعدے کے مطابق ''تا'' کو ''دال'' میں تبدیل کیا گیا تو ''اِزْدَادُوْا'' استعمال ہوا۔ ''كُفْرًا'' اس کی تمیز ہے۔ ''یُقْبَلَ'' کا نائب فاعل ''مِلْءُ الْاَرْضِ'' ہے اور ''ذَهَبًا'' تمیز ہے۔ ''اُولٰٓئِكَ'' مبتدأ ہے۔ ''لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ'' پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں ''عَذَابٌ اَلِیْمٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے' خبر محذوف ہے اور ''لَهُمْ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ : بے شک جن لوگوں نے
بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ : اپنے ایمان کے بعد
ازْدَادُوْا : وہ لوگ زیادہ ہوئے
لَّنْ تُقْبَلَ : ہرگز قبول نہیں کی جائے گی
وَاُولٰٓئِكَ : اور وہ لوگ

كَفَرُوْا : کفر کیا
ثُمَّ : پھر
كُفْرًا : بلحاظ کفر کے
تَوْبَتُهُمْ : ان کی توبہ
هُمُ الضَّآلُّوْنَ : ہی گمراہ ہونے والے ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ : بے شک جنہوں نے | کَفَرُوْا : کفر کیا
وَمَاتُوْا : اور وہ مرے | وَ : اس حال میں کہ
ھُمْ : وہ | کُفَّارٌ : کافر (ہی) تھے
فَلَنْ یُّقْبَلَ : تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا | مِنْ اَحَدِھِمْ : ان کے ایک سے (بھی)
مِّلْءُ الْاَرْضِ : زمین کے جتنا | ذَھَبًا : سونا
وَّ : اور | لَوِ : اگر (یعنی خواہ)
افْتَدٰی : وہ خود کو چھڑائے دے کر | بِہٖ : اسے
اُولٰٓئِکَ : یہ لوگ ہیں | لَھُمْ : جن کے لیے
عَذَابٌ اَلِیْمٌ : ایک دردناک عذاب ہے | وَّمَا لَھُمْ : اور جن کے لیے نہیں ہے
مِّنْ نّٰصِرِیْنَ : کوئی بھی مدد کرنے والا

آیات ۹۲ تا ۹۴

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىۃُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىۃِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾﴾

ترکیب : ''وَمَا تُنْفِقُوْا'' کا ''مَا'' شرطیہ ہے اس لیے ''تُنْفِقُوْا'' مجزوم ہوا ہے۔ ''کَانَ'' کا اسم ''کُلُّ الطَّعَامِ'' ہے اور ''حِلًّا'' اس کی خبر ہے۔ ''حَرَّمَ'' کا فاعل ''اِسْرَآءِیْلُ'' ہے جو حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے۔ ''اِفْتَرٰی'' کا فاعل ''مَنْ'' ہے اور ''اَلْکَذِبَ'' اس کا مفعول ہے۔

ترجمہ:

لَنْ تَنَالُوا : تم لوگ ہرگز نہیں حاصل کرو گے | الْبِرَّ : نیکی کو
حَتّٰی : یہاں تک کہ | تُنْفِقُوْا : تم لوگ خرچ کرو
مِمَّا : اس میں سے جو | تُحِبُّوْنَ : تم لوگ پسند کرتے ہو
وَمَا : اور جو بھی | تُنْفِقُوْا : تم خرچ کرو گے
مِنْ شَیْءٍ : کسی چیز میں سے | فَاِنَّ اللّٰہَ : تو یقیناً اللہ
بِہٖ : اس کو | عَلِیْمٌ : جاننے والا ہے
کُلُّ الطَّعَامِ : کھانے کا کُل | کَانَ حِلًّا : حلال تھا

لِبَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ : بنواسرائیل کے لیے	اِلَّا : سوائے اس کے
مَا : جو	حَرَّمَ : حرام کیا
اِسْرَآءِیْلُ : اسرائیل (یعقوبؑ) نے	عَلٰی نَفْسِہٖ : اپنے آپ پر
مِنْ قَبْلِ : اس سے پہلے	اَنْ : کہ
تُنَزَّلَ : اُتاری جاتی	التَّوْرٰىةُ : تورات
قُلْ : آپ کہیے	فَاْتُوْا : تو لاؤ تم لوگ
بِالتَّوْرٰىةِ : تورات کو	فَاتْلُوْهَآ : پھر پڑھو اس کو
اِنْ : اگر	كُنْتُمْ : تم لوگ ہو
صٰدِقِیْنَ : سچ کہنے والے	فَمَنِ : پھر جس نے
افْتَرٰی : گھڑا	عَلَی اللّٰہِ : اللہ پر
الْكَذِبَ : جھوٹ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ : اس کے بعد سے
فَاُولٰٓئِكَ : تو وہ لوگ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ : ہی ظالم ہیں

نوٹ: اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ ایک مرتبہ آپؑ سخت بیمار ہوئے تو منت مانی کہ صحت یاب ہونے پر اپنی سب سے محبوب چیز چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے اونٹ کے گوشت اور دودھ کا استعمال ترک کر دیا' کیونکہ یہ انہیں بہت پسند تھا۔ اس کے بعد ان کی اولاد نے بھی اسے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ واضح رہے کہ اسلام میں کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے کی منت ماننے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی تفصیل' ان شاء اللہ' سورۃ التحریم میں آئے گی۔

آیات ۹۵ تا ۹۷

﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾﴾

ب ر ک

بَرَكَ (ن) بُرُوْكًا : غیر حسی خیر اور بھلائی والا ہونا۔

بَرَكَةٌ (اسم ذات) : غیر حسی خیر اور بھلائی' برکت (جو خیر اور بھلائی حواسِ خمسہ کے دائرے کے باہر ہو اور محسوس نہ کی جا سکے' اسے برکت کہتے ہیں۔ اردو میں بھی برکت ہی استعمال ہوتا ہے' کوئی دوسرا اہم

معنی لفظ نہیں ہے)۔ ﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (ھود:۷۳) ''اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم لوگوں پر ہیں' اے اس گھر والو۔''

بَارَكَ (مفاعلہ) مُبَارَكَةً: کسی کو برکت دینا' کسی پر برکت اتارنا۔ ﴿وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا﴾ (حٰمٓ السجدۃ:۱۰) ''اور بنائے اس (زمین) میں بھاری پہاڑ اس کے اوپر سے اور برکت دی اُس میں۔'' ﴿وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ﴾ (الصّٰفّٰت:۱۱۳) ''اور ہم نے برکت اتاری اُس پر اور اسحاقؑ پر۔''

مُبَارَكٌ (اسم المفعول): برکت دیا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

تَبَارَكَ (تفاعل) تَبَارُكًا: (۱) دوسرے کو برکت والا سمجھنا۔ یہ غیر اللہ کے لیے ہے اور اس مفہوم میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ (۲) برکت کا سرچشمہ ہونا' بابرکت ہونا' یہ مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾ (الرحمٰن) ''برکت کا سرچشمہ ہوا تیرے رب کا نام جو جلال اور اکرام والا ہے۔''

ترکیب: ''حَنِيْفًا'' حال ہے۔ ''اِنَّ'' کا اسم ''اَوَّلَ بَيْتٍ'' ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''وُضِعَ لِلنَّاسِ'' اس کی خصوصیت ہے۔ ''لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ'' خبر ہے۔ ''مُبٰرَكًا'' اور ''هُدًى'' حال ہے۔ ''مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ'' سے پہلے ''مِنْهَا'' محذوف ہے۔ ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''دَخَلَهٗ'' شرط اور ''كَانَ اٰمِنًا'' جواب شرط ہے۔ ''كَانَ'' کا اسم اس میں ''هُوَ'' کی ضمیر ہے اور ''اٰمِنًا'' اس کی خبر ہے۔ ''حِجُّ الْبَيْتِ'' مبتدأ مؤخر ہے' اس کی خبر ''وَاجِبٌ'' محذوف ہے اور ''لِلّٰهِ'' قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''مَنِ اسْتَطَاعَ'' کا ''مَنْ'' ''اَلنَّاسِ'' کا بدل ہے لیکن یہ بدلِ کل نہیں بلکہ بدلِ بعض ہے۔ یعنی تمام ''النّاس'' کا بدل نہیں ہے بلکہ ان میں سے کچھ کا بدل ہے۔

ترجمہ:

قُلْ: آپؐ کہیے	صَدَقَ: سچ کہا
اللّٰهُ: اللہ نے	فَاتَّبِعُوْا: پس تم لوگ پیروی کرو
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ: ابراہیمؑ کے دین کی	حَنِيْفًا: یکسو ہوکر
وَمَا كَانَ: اور وہ نہیں تھے	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: شرک کرنے والوں میں سے
اِنَّ: یقیناً	اَوَّلَ بَيْتٍ: کوئی پہلا گھر جو
وُّضِعَ: رکھا گیا (یعنی بنایا گیا)	لِلنَّاسِ: لوگوں کے لیے
لَلَّذِيْ: لازماً وہ ہے جو	بِبَكَّةَ: مکہ میں ہے
مُبٰرَكًا: برکت دیا ہوا ہوتے ہوئے	وَّهُدًى: اور ہدایت ہوتے ہوئے

لِّلْعٰلَمِیْنَ: تمام جہانوں کے لیے	فِیْهِ : اس میں
اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ : کچھ واضح نشانیاں ہیں	مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ : (ان میں سے) ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے
وَمَنْ : اور جو	دَخَلَهٗ : داخل ہوگا اس میں
کَانَ : تو وہ ہوگا	اٰمِنًا: امن میں ہونے والا
وَلِلّٰهِ : اور اللہ کے لیے ہی ہے	عَلَی النَّاسِ : لوگوں پر
حِجُّ الْبَیْتِ : البیت (یعنی خانۂ کعبہ) کا حج	مَنِ : (ان میں سے) اس پر جو
اسْتَطَاعَ : قدرت رکھتا ہو	اِلَیْهِ : اس کی طرف
سَبِیْلًا : راستے کی	وَمَنْ : اور جس نے
کَفَرَ : انکار کیا	فَاِنَّ اللّٰهَ : تو بے شک اللہ
غَنِیٌّ : بے نیاز ہے	عَنِ الْعٰلَمِیْنَ : تمام جہانوں سے

نوٹ (۱): تورات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں جس بیت ایل (بیت اللہ) کی تعمیر کا ذکر ہے وہ خانۂ کعبہ ہی ہوسکتا ہے نہ کہ بیت المقدس (تدبر قرآن)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائبل ہی کی شہادت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۴۵۰ سال بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو تعمیر کیا۔ اس طرح یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر نو بیت المقدس سے تقریباً ۱۲۔۱۳ سو سال پہلے ہوئی تھی۔

یہ بھی نوٹ کرلیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کو تعمیر نہیں کیا تھا بلکہ اس کی تعمیر نو کی تھی۔ سورۃ البقرۃ‘ آیت ۱۲۷ میں واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے خانۂ کعبہ کی بنیادوں کو بلند کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خانۂ کعبہ پہلے سے موجود تھا اور طوفانِ نوح میں اس کی دیواریں گر گئی تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ اور بی بی حوا نے خانۂ کعبہ تعمیر کیا اور طواف کیا۔ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اس زمین پر لوگوں کے لیے تعمیر ہونے والی سب سے پہلی عبادت گاہ خانۂ کعبہ ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سب سے پہلی مسجد جو روئے زمین پر تعمیر کی گئی وہ مسجد حرام ہے اور دوسری مسجد بیت المقدس ہے اور ان دونوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے۔

نوٹ (۲): حج کے لیے استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ راستہ محفوظ و مامون ہو‘ آدمی صحت مند ہو‘ حج پر جانے کا خرچہ موجود ہو اور غیر حاضری کے دوران پیچھے گھر والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام ہو۔ جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ایک شخص فرضیت کا انکار نہیں کرتا لیکن استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو وہ بھی اپنے عمل سے کافروں جیسا ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

❁❁❁